# 101702 ـ مطلقہ بیوی سے رجوع کی نیت کیے بغیر جماع کر لیا اور وہ حاملہ ہو گئی

**سوال**

کیا عدالت سے طلاق کا فیصلہ ہو جانے کے تقریبا دو ماہ بعد بیوی سے معاشرت کرنے سے رجوع ثابت ہو جائیگا، مطلقہ بیوی اس کے پاس آئی تو اس نے اس سے جماع کر لیا اور احتمال ہے کہ وہ اس سے حاملہ بھی ہو گئی ہے، کیا اسے رجوع شمار کیا جائیگا، اور اس حالت میں حمل شرعی ہو گا یا نہیں ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

اول:

رجعی طلاق والی عورت کی طلاق تین حیض ہے، اگر اسے حیض نہ آتا ہو یعنی چھوٹی ہو یا پھر حیض سے ناامید ہو چکی ہو تو تین ماہ عدت شمار ہوگی، اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور طلاق والیاں تین حیض انتظار کریں البقرۃ ( 228 ).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اور وہ عورتیں جو حیض سے نا امید ہو چکی ہیں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور جنہیں حیض نہیں آیا الطلاق ( 4 ).

خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ عدت کے دوران بیوی سے رجوع کر لے، چاہے بیوی راضی ہو یا راضی نہ ہو.

رجوع پر دلالت کرنے والے قول سے بھی رجوع ہو جائیگا اس پر علماء کا اتفاق ہے مثلا کہے میں نے تجھ سے رجوع کیا.

فعل کے ساتھ بیوی سے رجوع کرنے میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے مثلا: جماع اور اس کی ابتدائی اشیاء یعنی بیوی سے بوس و کنار کرنا، اس میں علماء کے چار قول ہیں:

پہلا قول:

احناف کہتے ہیں کہ جماع کرنے اور شہوت سے بوس و کنار کرنے سے کے ساتھ رجوع ہو جائیگا چاہے درمیان میں حائل بھی ہو لیکن شہوت کی حرارت ہونی چاہیے، انہوں نے اس سب کو رجوع پر محمول کیا ہے، گویا کہ وہ اپنی وطئ اور جماع سے اس سے رجوع کرنے پر راضی ہو گیا ہے.

دوسرا قول:

مالکیہ کے ہاں جماع اور اس کے مقدمات سے رجوع ہو جائیگا لیکن شرط یہ ہے کہ خاوند اس میں رجوع کی نیت کرے، اس لیے اگر اس نے رجوع کی نیت سے بیوی کا بوسہ لیا یا اسے شہوت سے چھو لیا یا جماع والی جگہ کو شہوت سے دیکھا یا اس سے وطئ اور جماع کیا لیکن اس میں رجوع کی نیت نہ تھی تو ان اشیاء سے رجوع صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا.

تیسرا قول:

شافعی حضرات کہتے ہیں کہ رجوع صرف قول کے ساتھ ہی صحیح ہوگا، مطلقا فعل کے ساتھ رجوع صحیح نہیں، چاہے وطئ ہو یا اس کے مقدمات اور چاہے فعل میں اس نے رجوع کی نیت بھی کی ہو یا نیت نہ ہو.

چوتھا قول:

حنابلہ کہتے ہیں کہ وطئ کے ساتھ رجوع صحیح ہے چاہے خاوند نے بیوی سے رجوع کی نیت کی ہو یا نیت نہ کی ہو، لیکن وطئ کے مقدمات سے صحیح مذہب میں رجوع ثابت نہیں ہو گا.

دیکھیں: تبیین الحقائق ( 2 / 251 ) حاشیۃ ابن عابدین ( 3 / 399 ) الخرشی علی خلیل ( 4 / 81 ) حاشیۃ البجیرمی ( 4 / 41 ) الانصاف ( 9 / 156 ) مطالب اولی النھی ( 5 / 480 ).

راجح یہی ہے کہ وطئ و جماع سے رجوع ہو جائیگا لیکن اس میں رجوع کی نیت شرط ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" دوسرا قول:

وطئ میں رجوع کی نیت سے رجوع حاصل ہوگا؛ کیونکہ صرف وطئ تو بعض اوقات کسی اجنبی عورت کی بھی کر لیتا ہے مثلا زنا کرتا ہے، تو ہو سکتا ہے اس شخص کو شہوت آ گئی اور اس نے جماع کر لیا یا پھر اس عورت کو خوبصورتی کیے ہوئے دیکھا اور اپنے آپ پر کنٹرول نہ رکھ سکا تو اس سے جماع کر لیا لیکن رجوع کی نیت نہ کی اور نہ ہی رجوع کا ارادہ کیا.

اور نہ ہی اس سے رجوع کرنے کی نیت تھی، چنانچہ اس قول کی بنا پر رجوع کی نیت کے بغیر جماع سے رجوع نہیں ہو گا، اور صحیح بھی یہی ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے؛ کیونکہ ہو سکتا ہے اس سے رجوع کرنے کی نیت سےجماع ہو تو یہ رجوع شمار ہوگا، اور ہو سکتا ہے صرف شہوت پوری کرنے کے لیے جماع و وطئ ہو تو یہ رجوع پر دلالت نہیں کرتی... "

شیخ کا یہاں تك کہنا ہے:

اس لیے صحیح یہی ہے کہ صرف وطئ سے رجوع نہیں ہو جائیگا بلکہ جب رجوع کی نیت سے جماع کیا جائے اور اس نے اسے اس بنا پر مباح سمجھا کہ وہ اس کی بیوی ہے تو پھر رجوع ہو گا، لیکن اس قول کی بنا پر اگر اس نے رجوع کی نیت کے بغیر جماع کر لیا اور اس جماع سے بچہ پیدا ہو گیا تو کیا یہ اس کا بچہ کہلائیگا ؟

جواب یہ ہے کہ: جی ہاں یہ اس کا بچہ ہوگا کیونکہ یہ وطئ شبہ ہے، اس لیے کہ وہ اس کی بیوی تھی اور عدت سے نہیں نکلی تھی، اور اس پر زنا کی حد نہیں لگائی جائیگی، بلکہ تعزیر لگائی جائیگی " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع ( 13 / 189 ).

فقہاء کرام نے مستحب قرار دیا ہے کہ وہ رجوع کرتے وقت دو گواہ بنا لے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جب وہ اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں یا تو انہیں اچھے طریقہ سے رکھ لو یا پھر اچھے طریقہ سے انہیں فارغ کر دو، اور اس پر اپنے میں سے دو عادل گواہ بنا لو، اور اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے ٹھیك ٹھیك گواہی دو، یہی ہے وہ جس کی اسے نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے الطلاق ( 2 ).

اور بعض فقہاء نے تو مطلقہ عورت اپنے خاوند کو جماع نہ کرنے دے حتی کہ وہ اس پر دو گواہ نہ بنا لے فقہاء نے اسے عورت کی کمال عقل و رشد میں شمار کیا ہے.

الخرشی کہتے ہیں:

" جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی اور پھر اس سے رجوع کر لیا اور اس سے جماع کرنا چاہے اور بیوی اسے روك دے اور کہے کہ وہ پہلے دو گواہ بنائے تو یہ اس کا حق ہے اور یہ چیز عورت کی رشد و عقل کی دلیل ہے، اس سے وہ خاوند کی نافرمان نہیں کہلائیگی بلکہ اس منع کرنے پر اسے اجروثواب ہوگا " انتہی

دیکھیں: شرح الخرشی علی مختصر خلیل ( 4 / 87 ).

دوم:

اس خاوند کو اللہ سے توبہ و استغفار کرنی چاہیے کہ اس نے رجوع کی نیت کے بغیر اس نے اپنی مطلقہ کو جماع پر راضی کر لیا اور اسے چاہیے کہ اگر حمل ہو گیا ہے تو وہ اپنے بچے کا اقرار کرے اور طلاق کے مسئلہ میں اپنے نظریہ کو تبدیل کر لے اور اسی میں مصلحت ہے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے اور بیوی اور بچے کا حق ادا کرے.

سوم:

جب شرعی قاضی کی عدالت میں یہ مقدمہ جائے اور قاضی کو جو راجح معلوم ہو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے تو اس فیصلہ کو خاوند اور بیوی دونوں تسلیم کریں کیونکہ قاضی کا فیصلہ اختلاف کو ختم کر دیتا ہے.

اور اس لیے کہ آپ یورپی ملك میں رہتے ہیں جہاں شرعی عدالت و قاضی کا وجود نہیں اس لیے ہماری رائے ہے کہ آپ کسی اہل علم سے اپنا فیصلہ کرائيں ( اس کے لیے آپ اسلامی مراکز جا سکتے ہیں ) اور وہ شخص آپ کے اس مسئلہ میں وہ حکم لگائے جو اسے ظاہر معلوم ہو، تو قاضی کی طرح اس کا فیصلہ نافذ ہوگا.

واللہ اعلم .